پندرہ روزہ

# تعمیرِ حیات

لکھنؤ

## پاکستان سے

## پہلا خط

[illegible]

لاہور — پاکستان

[illegible]

میرے دینی بھائی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ اور آپ کے خاندان نے بابرکت رمضان [illegible]

[illegible] SAVIOURS OF ISLAMIC SPIRIT [illegible]

[illegible] MUSLIMS IN INDIA [illegible] WESTERN CIVILIZATION, ISLAM AND MUSLIMS [illegible]

[illegible] ISLAM AND ORIENTALISM [illegible]

[illegible] WESTERN CIVILIZATION CONDEMNED BY ITSELF [illegible]

[illegible] SELECT ISLAMIC [illegible] IN ENGLISH [illegible]

آپ کی دینی بہن

مریم جمیلہ

# "عقیدہ اور منصوص احکامات حرفِ آخر ہیں" ان میں عقلی موشگافیوں کی گنجائش نہیں"

## علم اور حقائق کے بارے میں جدید و قدیم کی بحثیں فضول ہیں"

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

[illegible]

## خیر مقدم

از ، نواب صاحب [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محترمی و مخدومی حضرت مولانا صاحب ، بزرگانِ گرامی اور برادرانِ عزیز !

[illegible]

## تقریر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

[illegible]

[illegible]

### ندوۃ العلماء

### صرف دینی درسگاہ ہی نہیں اسلامی فکر کا ایک ممتاز مکتبہ بھی ہے"

### قرآنی احکامات و اعتقادات ہمیشہ کیلئے غیر متبدل و غیر متعین ہیں

[illegible]

پندرہ روزہ

# تعمیر حیات لکھنؤ

جلد نمبر ۱۲ — شمارہ نمبر [illegible]

سالانہ ۱۰ روپے — فی پرچہ ۴۰ پیسے

شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۰ نومبر ۱۹۷۴ء — ۲۴ شوال المکرم ۱۳۹۴ھ

اسحاق جلیس ندوی

## ملک ایک نئی تحریک ایک نئی قیادت کا منتظر

ہمارا ملک جن گوناگوں مسائل و مشکلات کا شکار ہے اس کا اندازہ کم و بیش ہر شخص کو ہے۔ مصائب و مشکلات کی کثرت اور پے در پے ان کے ورود و نزول نے ملک کے عوام و خواص کو اس قدر جھنجھوڑ دیا ہے اور مفلوج کر دیا ہے اور وہ رفتہ رفتہ مشکلات و پریشانی کے اس طرح خوگر ہو رہے ہیں کہ جس کی وجہ سے ان کو صحیح طریقے سے سوچنے سمجھنے اور امراض کی صحیح تشخیص و علاج کی صلاحیت معلوم ہوتا ہے کہ مفقود ہوتی جا رہی ہے یہ وہ نقصان عظیم اور سانحہ ہے کہ جس کی تلافی ممکن نہیں۔ حکمراں جماعت اور حزب اختلاف کا رول اس مقولہ کی مانند ہے کہ جمہوریت میں ایک طبقہ حکمرانی کرتا ہے اور دوسرا گروہ موقع بے موقع چیخ و پکار کو اپنا وطیرہ بنا لیتا ہے۔ ہمارے ملک میں حکمراں ٹولے اور اپوزیشن گروہ کا یہی معاملہ ہے۔ سنجیدگی، خلوص، دلسوزی اور حقیقت پسندی سے مسائل کو سلجھانے اور حل کرنے کا مزاج دونوں میں نہیں۔ ایک طرف [illegible] کوشش کر [illegible] پر عمل ہے تو دوسری طرف ہنگامہ آرائی، ہڑبونگ اور ایک مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بے شمار مسائل و مشکلات پیدا کرنے کا رجحان عام ہوتا جا رہا ہے۔

حکمراں جماعت کی نا اہلی نے جہاں عوام کو جاں بلب کر دیا ہے تو دوسری طرف مخالف حکومت افراد اور جماعتوں کی انتشار پسندی، قانون شکنی، ہڑتالوں اور مظاہروں نے عوام کے امن و عافیت اور چین و سکون کو چھین لیا ہے۔ جے پرکاش جیسے سنجیدہ رہنماؤں سے کسی سنجیدہ تحریک اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے لائحہ عمل کی امید کی جا سکتی تھی وہ عوام کے ساتھ ایک سنگین مذاق کر رہے ہیں۔ ہر وہ شخص جسے عقل عام کا بقدر ضرورت حصہ نصیب ہے وہ یہ سوال کرتا ہے کہ جے پرکاش کی تحریک کا حاصل کیا ہوگا؟ ملک کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد امت مسلمہ امید کی کرن بن کر سامنے آتی ہے بشرطیکہ وہ ان پر آشوب حالات میں بے چین ہو کر اٹھے اور جرأت مندانہ کردار ادا کرے۔

۵۵ کروڑ کے وسیع ملک میں کوئی تحریک و دعوت ایسی نہیں جو بے لوث ہو اور حرمت انسانیت کی متاع گراں مایہ کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو جائے۔ جس کی نظر نہ ووٹ پر ہو نہ کرسی پر ہو۔ جو ہر ستائش اور صلہ سے بے نیاز ہو کر انسانیت کی خیر و فلاح کو اپنا مطمح نظر اور نصب العین بنائے جو شہر، قریہ، بازار، تعلیمی مراکز اور سرکاری دفاتر غرض ہر شعبۂ حیات میں پہنچ کر ایک ہی آواز بلند کرے کہ "اے انسانو! انسان بنو"۔ انسانیت کی قبا جس طرح آج پارہ پارہ ہو رہی ہے، انسانیت کے دامن کی دھجیاں جس طرح آج بکھر رہی ہیں انسانی تاریخ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اس ملک میں ہر دعوت و پیام کا وجود ہے مگر انسانیت کے پیام اور [illegible] سے یہ ملک دن بدن خالی ہوتا جا رہا ہے۔ حالات نے اس کا بھی ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ حکمراں قوم اس سانحہ سے بے پرواہ ہے اور [illegible] سرمایہ سے تہی دامن ہے۔ ان میں ایک فرد بھی ایسا نہیں کہ جس کو صورت حال کی سنگینی کا صحیح اندازہ ہو اور وہ رشیوں، منیوں اور اس ملک کے گذشتہ مہاتماؤں کے انداز پر خدمت خلق کا کام کرے۔ اچاریہ ونوبا بھاوے اور جے پرکاش نرائن یہ دو افراد ایسے تھے جن سے توقع کی جا سکتی تھی مگر ان میں سے ایک خاموش تماشائی

بن کر رہ گئے ہیں اور موخر الذکر اس ملک کے عوام کے مصائب میں مزید اضافہ کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

ملک ایک نئی قیادت، نئی تحریک اور نئے نظام کا بے چینی سے منتظر ہے۔ ایسی تحریک اور قیادت جو اس ملک کے عوام کے زخموں پر مرہم کا کام کرے۔ جو سراپا ہمدرد و غمگسار ہو۔ جو جھوٹی عزت، سستی شہرت اور منتقمانہ جذبات سے پاک و بے نیاز ہو جس تحریک کا ایک ایک فرد فتنہ و فساد، انارکی اور انتشار و بدامنی سے نفرت کرے اور امن پسندی، شفقت و بھائی چارگی اور بے غرضی و خلوص کا پیکر ہو۔ بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح، بگڑے ہوئے انسانوں اور غیر تربیت یافتہ، فتنہ و فساد پسند ذہن کے ذریعہ نہیں کی جا سکتی۔ بگاڑ دور کرنے کے لئے بہتر کردار و عمل اور خدا کے مقبول بندوں کی سی صفات و خصوصیات لازمی ہیں۔ ایسے افراد چاہے تعداد میں مٹھی بھر ہوں مگر وہی ایسا دیرپا اور خوشگوار انقلاب لا سکتے ہیں جس کے سایہ میں انسانیت کا تھکا ماندہ، مضمحل و مضطرب اور پریشان و ہراساں قافلہ اطمینان و سکون کی سانس لے سکے۔

امت مسلمہ کی ایک قابل لحاظ تعداد اس گئے گزرے دور میں بھی مذکورہ بالا صفات کی حامل ہے۔ موجودہ حالات ان کے لئے ایک چیلنج بھی ہیں اور ایک سنہرا موقع بھی فراہم کرتے ہیں کہ وہ انسانیت کے درد کے درماں بن کر میدان میں آئیں اور ملک جس قیادت کا منتظر ہے اس کا اہل اپنے کو ثابت کر کے بے تاج بادشاہی کے مقام پر فائز ہوں۔

؎ "زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا"

## سیرت سازی اور اخلاقی اصلاح کے بغیر کوئی منصوبہ کامیاب نہیں

ہم نے بار بار کہا ہے اور ہمیشہ کہیں گے کہ سب سے اہم اور مقدم کام یہ ہے کہ انسان کو حقیقی معنی میں انسان بنایا جائے اس کے اندر سے گناہ اور ظلم کی خواہش ختم ہو اور خدمت کا جذبہ پیدا ہو، انسانی زندگی کے رشتے میں ہزار گرہیں پڑی ہیں انفرادی زندگی کے ہزاروں مشکلات و مسائل ہیں، ان پر بھاری بھاری تالے پڑے ہوئے ہیں، ان قفلوں کے کھولنے کی ایک ہی کنجی ہے، اس کو شاہ کلید کہئے یا ماسٹر کی (MASTER KEY) یہ کنجی خدا کے پیغمبروں کو ملتی ہے، اور جس کو ملتی ہے انہی کے ذریعہ ملتی ہے، یہ کنجی کیا ہے؟ خدا کی ہستی کا یقین اور اسی کا خوف، اس کنجی سے انسانی زندگی کا ہر قفل آسانی سے کھل جاتا ہے، اور اس کی گرہیں سلجھتی چلی جاتی ہیں، یوں سمجھئے کہ پیغمبروں کا ہاتھ بجلی کے بٹن پر پہنچتا ہے انہوں نے سوئچ (SWITCH) دبایا اور سارا گھر روشن ہو گیا جس کا ہاتھ اس سوئچ تک نہیں پہنچا وہ کسی طرح روشنی نہیں لا سکا۔

آج ہر ملک کی تعمیر و ترقی اور جدید تنظیم کے لئے نئے نئے پلان اور منصوبے بنائے جا رہے ہیں ہمارے ملک میں بھی یہ کام تیزی سے ہو رہا ہے، خدا ان منصوبوں کو کامیاب کرے لیکن یہ منصوبے ہماری نگاہ میں ابھی تک ادھورے اور ناقص ہیں، ان میں انسانیت کی تعمیر، سیرت سازی اور اخلاقی اصلاح کا کوئی خانہ نہیں، ہمارا یقین ہے کہ جب تک طبیعتوں میں حرص و ہوس کی آگ بھڑکتی رہتی ہے، دولت کا بھوت سوار ہے، انسان صرف روپیہ پیدا کرنے اور اس سے عیش کرنے ہی کو زندگی کا مقصد سمجھتا ہے اس وقت تک کوئی نقشہ اور کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا، جن ملکوں میں یہ منصوبے پورے طور پر کامیاب ہو چکے ہیں اور وہ ملک عرصہ ہوا ان منزلوں کو طے کر چکے ہیں کیا ان کو حقیقی اطمینان حاصل ہے؟ کیا وہاں جرائم نہیں ہوتے؟ جرائم میں تو وہ ملک ہمارے ملک سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ ہیں، وہاں دن دہاڑے ڈکیتیاں پڑتی ہیں، بڑے بڑے دولتمندوں اور کارخانہ داروں کو راستہ چلتے اٹھا لیا جاتا ہے، اور پھر ان کے عزیزوں کو دھمکا کر بڑی بڑی رقمیں وصول کی جاتی ہیں، آج ان ملکوں کا اخلاقی زوال اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ان کو اپنی ہستی کا قائم رکھنا بھی مشکل ہو رہا ہے، ایک قوم پرستی اور وطنیت کا شور ہے، جو ان کو تھامے ہوئے ہے، پھر بھی ان کا زوال کچھ دور نہیں اور اقبال کی یہ بات کوئی مبالغہ نہیں ہے ؎

خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح
دیکھئے گرتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

# عربی سخاوت

## عربی شاعری کی روشنی میں

از: مولانا محمد رابع حسنی ندوی

(آل انڈیا اسلامک اسٹڈیز کانفرنس کے ساتویں اجلاس منعقدہ بھوپال میں پڑھا گیا۔)

عربوں کی ادبی اور تاریخی روایات کے مطالعہ اور قدیم عربی شاعری کے جائزے سے عربوں کی سخاوت کا جو تصور ملتا ہے وہ یہ کہ سخاوت عربوں کی ایک اہم اور قومی خصلت رہی ہے اس میں ان کے افراد ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے پھر اس کی تشہیر کی خاطر اس کے واقعات کو مسرت و خوشی کے ساتھ اپنے شعر و ادب میں بیان کرتے تھے اور اس کے بیان کرنے میں نئے نئے ڈھنگ اختیار کرتے تھے اور چونکہ فصاحت کلام اور حسن تعبیر میں عرب عام طور پر ممتاز مذاق رکھتے تھے اور ان کا معمولی سے معمولی آدمی بھی فصاحت کا لحاظ کرتا تھا اس لئے وہ اپنی جن صفات کی تشہیر چاہتے تھے ان کو اپنے ادب و شاعری میں بڑے مؤثر ڈھنگ سے بیان کر دیتے تھے چنانچہ سخاوت ان کی اپنی محبوب خصلتوں میں رہی ہے۔ ان کی شاعری اور ادب میں اس کے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ ان کی وہ معیاری شخصیتیں جن سے سخاوت کے نادر واقعات وابستہ ہیں جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں متعدد گزری ہیں جاہلیت میں سب سے مشہور شخصیت حاتم طائی کی تھی ان کے بعد حرم بن سنان اور کعب بن مامہ الایادی کی۔ ہرم بن سنان کی سخاوت کو تو عرب جاہلیت کے ایک بڑے ممتاز شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے اشعار میں زندہ جاوید بنایا، زہیر کے معلقہ اور اس کے دوسرے قصائد میں اس کو دیکھا جا سکتا ہے، کعب بن مامہ نے مرتے وقت اپنی پیاس بجھانے سے قبل اپنے ساتھی کی پیاس کے بجھانے کی فکر میں جان تک دیدی اور اپنی سخاوت نفس کو جاوید بنا دیا، اور رہا حاتم طائی تو اس کے متعدد واقعات ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں، اگرچہ یہ صحیح ہے کہ کچھ واقعات کا انتساب حاتم کے ساتھ تحقیق کے بعد صحیح نہیں نکلا لیکن اسکے متعدد واقعات مختلف دلائل کی بنیاد پر صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ خود اس کی شاعری بھی اسکی تصدیق کرتی ہے۔ حاتم نے اپنی بیوی ماویہ کو خطاب کرتے ہوئے اپنی سخاوت پر اس کے اسکا اعتراض کو مسترد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ مال کیا ہے صبح آتا ہے شام کو جاتا ہے لیکن سخاوت جسکے سلسلہ میں مال خرچ کیا جائے آدمی کو زندہ جاوید بنا دیتی ہے۔ وہ کہتا ہے:

أماوي ان المال غاد و رائح
اے ماویہ مال صبح و شام صرف ہوتا رہتا ہے
ويبقى من المال الأحاديث والذكر
اور مال میں سے صرف اسکا ذکر اور اسکی یادیں رہ جاتی ہیں
أماوي ما يغني الثراء عن الفتى
اے ماویہ دولت آدمی کو کیا نفع پہونچا سکتی ہے
اذا حشرجت يوما وضاق بها الصدر

جبکہ اس کی سانس پھنسنے لگی ہو اور سینہ تنگ ہونے لگا ہو

أماوي ان المال اما بذلته
اے ماویہ مال کو جب بھی خرچ کرتا ہوں
فاوله شكر وآخره ذكر
تو ابتداء میں تشکر ملتا ہے اور آخر میں ذکر رہ جاتی ہے

وہ اپنے خادم کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ دیکھو مہمان کی فکر میں رہو اگر تم مہمان لے آؤ تو میں تم کو انعام کے طور پر آزاد کر دوں گا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

أوقد فان الليل ليل قر
آگ کو جلاؤ رات بڑی ٹھنڈی ہے
والريح يا غلام ريح صر
اور ہوا بھی اے غلام بڑی سرد ہے
لعل أن يبصرها المعتر
شاید اس آگ کو کوئی بے چین شخص دیکھ لے
إن جلبت ضيفا فانت حر
اگر تو کہیں سے مہمان لے آئے تو تو آزاد ہے

اسلام کے آنے کے بعد عربوں کی سخاوت میں کمی نہیں ہوئی بلکہ کچھ اضافہ ہی ہوا البتہ بڑی حد تک سخاوت کا تصور عربوں کی نظر میں دوسرے کی خاطر داری ہے لیکن اگر دوسرا شخص مہمان کی حیثیت رکھتا ہو اور خاص طور پر ضرورت مند بھی ہو تو پھر کہنا ہی کیا،

عرب اپنے مہمان کی خاطر و تواضع میں اس حد تک بڑھ جاتے کہ اپنا مال و متاع تک مہمان کے سامنے رکھ دیتے کہ اس میں جو اچھی سے اچھی چیز آپ کو پسند آئے آپ لے لیجئے وہ حالانکہ احساس اور حفاظت عزت میں اسقدر بڑھے ہوئے تھے کہ اہانت آمیز رویہ کو برداشت کرنے کے مقابلہ میں جان دیدینے کو ترجیح دیتے تھے، لیکن مہمان کے لئے اپنے کو گرانے اور تواضع کرنے میں ذرا تکلف محسوس نہ کرتے۔ انکا شاعر بے تکلف کہتا کہ میں مہمان کا خادم ہوں اور جب بہادری کا موقع نہ ہو تو میں شہسوار ہوں اور یہ کہ مہمان کے سامنے تواضع کے علاوہ مجھ میں کوئی دوسری غلامانہ صفت نہیں پائی جاتی، عربی شاعری کے مشہور مجموعہ دیوان حماسہ کا شعر ہے:

لعمر ابيك الخير إني لخادم
تیرے نیک باپ کی عمر کی قسم میں خادم ہوں
لضيفي وإني ان ركبت لفارس
اپنے مہمان کا اور میں جب سواری پر ہوتا ہوں تو شہسوار ہوتا ہوں

ایک دوسرا شاعر اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

وإني لعبد الضيف ما دام ثاويا
میں بے شک مہمان کا غلام ہوں، جب تک وہ میرا مہمان ہو
وما شيمة لي غيرها تشبه العبدا

اس صفت کے علاوہ مجھ میں کوئی دوسری غلامانہ صفت نہیں

سخاوت کے سلسلہ میں ان کا غلو بعض وقت اس حد تک پہونچ جاتا جہاں اس کو بے تکلف اسراف بلکہ بعض وقت حماقت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے لیکن ان کو وہ غلو پسند تھا اور وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے میں اس کو اختیار کرتے، ابو الفرج اصبہانی نے اپنی کتاب الاغانی میں ایک شخص کا اسی قسم کا ایک واقعہ لکھا ہے جس میں اس شخص نے اتنا اسراف کیا یا اتنا بکھیڑا کیا کہ گدھا اس سے جھجک گیا اور بھاگتا ہوا گھوڑا اس میں جا پڑا اور اس طرح پھنس گیا جیسے کہ دلدل میں کوئی جانور پھنس جائے۔

عربوں کی شاعری اور ادب میں سخاوت کے اظہار اور فخر کے لئے مختلف استعارے اور کنایے اختیار کئے گئے ہیں جو دلچسپ بھی ہیں اور معلومات افزا بھی۔

مثلاً یہ کہ فلاں کثیر الرماد ہے فلاں شخص کے یہاں بہت راکھ ہوتی ہے یعنی اس کے یہاں بہت خاطر داری اور ضیافت کے لئے بہت کھانا پکتا ہے، وہ اپنی سخاوت کے اظہار کے لئے کنایہ اختیار کرتے ہوئے کہتے کہ میرا کتا مہمان کے لئے بڑا دیالو ہے، وہ کہتے کہ میرے کتے نے غرانا چھوڑ دیا ہے، ایک شاعر اسی مفہوم کو کتے کے بزدل ہو جانے اور اونٹنی کے بچے کے کمزور اور دبلے ہو جانے سے تعبیر کرتا ہے، کتے کے نہ غرانے پر حضرت حسان کا شعر ہے:

يغشون حتى ما تهر كلابهم
ان کے پاس اتنی کثرت سے لوگ آتے ہیں کہ ان کے کتے بھی نہیں بھونکتے
لا يسألون عن السواد المقبل
یہ لوگ آتے ہوئے سایہ کے بارے میں دریافت بھی نہیں کرتے

کتے کے بزدل اور اونٹنی کے بچے کے دبلے ہونے پر دوسرے شاعر کا شعر ہے:

وما يك في من عيب فاني
مجھ میں جو بھی عیب ہو، البتہ میں ایسا ہوں
جبان الكلب مهزول الفصيل
کہ میرا کتا بزدل اور میری اونٹنی کا بچہ دبلا ہو چکا ہے
واني سفيه النار للمبتغي القرى
بلکہ میں بھٹکوں کو بھگا کر آگ جلانے والا مہمان کے لئے
واني حليم الكلب للضيف يطرق
اور میرا کتا رات کو آنے والے مہمان کے لئے بردبار ہے

ایک دوسرے شاعر نے جانے کے لئے آگ جلانے کو بتاتے ہوئے یہ بھی کہتا ہے کہ میں مسافروں کے لئے گویا آگ کی طرح جلتا ہوں۔

وہ در اصل اپنی اس تعبیر سے اپنے یہاں کی سخاوت کے اس رواج کو بتاتا ہے کہ صحرا و بادیہ میں جہاں پانی اور غذا کا بڑی دور دور تک پتہ نہیں چلتا ہو، کسی ضرورت مند مسافر کے لئے سہارا وہ آگ ہی ہوتی تھی جو بعض سخی اپنے گھروں کے سامنے جلا کر رکھتے تھے اور ان کا کتا بھی مہمان کی فکر میں رہتا، یہ چیز رات میں جبکہ کہیں روشنی نہیں ہوتی دور سے دکھائی دیتی، آگ جلا کر رکھتا تاکہ دور سے دیکھنے والا پتہ چلا سکے اور ضرورت مند کو کوئی پریشانی نہ ہو۔

چنانچہ عرب شاعروں نے سخاوت کے سلسلہ میں آگ جلانے والی آگ جلانے کو اور وہ بھی بلند جگہ پر جلانے کو اپنی سخاوت کی زیب داستان بنایا ہے۔

عرب سخی صرف آگ جلانے پر ہی اکتفا نہیں کرتا تھا بلکہ زیادہ تر خوشبودار لکڑیوں کی آگ جلاتا تاکہ اگر دور تک مسافر نابینا ہو تو دور تک بو سے سمجھ لے کہ قریب ہی آگ جل رہی ہے اور وہاں ضیافت کی طلب میں آ سکے۔ (بلوغ الارب للآلوسی)

عربوں کا اس آگ کا مقصد صرف یہی نہیں ہوتا کہ بھولے بھٹکے کو ضیافت اور زاد راہ دیا جائے بلکہ یہ بھی کام ہوتا کہ سردی کے موسم میں اس سے لوگ تاپیں اور اپنی سردی دور کریں۔ چنانچہ ایسے تمام موقعوں پر [illegible] کا ذکرہ آتا ہے۔ عرب کا مشہور شاعر الاعشی اپنے ممدوح محلق کی سخاوت کی تعریف میں کہتا ہے۔

لعمری لقد لاحت عیون کثیرۃ
میری جان کی قسم بہت سی آنکھیں [illegible]
الی ضوء نار بالیفاع تحرق
اس آگ کی روشنی میں جو بلندی پر جلائی جا رہی تھی
تشب لمقرورین یصطلیانھا
[illegible]
وبات علی النار الندی والمحلق
[illegible]
رضیعی لبان ثدی ام تقاسما
[illegible]
باسحم داج عوض لا نتفرق
[illegible]

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

فیا موقدی ناری ارفعاھا لعلھا
[illegible]
تضیء لسار آخر اللیل مقتر
[illegible]

عربوں کے یہاں سردی کا موسم تقریباً ۹۰ دن کا ہوتا ہے جبکہ وہاں زمین کی ساری شادابی ختم اور ساری ہریالی [illegible] ہوتی ہے اور [illegible] قلت کا ہوتا ہے وہاں بارش بھی جاڑوں کے موسم ہی میں ہوتی ہے [illegible] اور زیادہ خشک ہو جاتی ہے اور جاڑے کی ہوا [illegible] سخت ہوا جسم کو کاٹتی ہے ایک طرف سخت سردی دوسری طرف غذا و سامان کی قلت کی کیفیت دونوں باتیں مل کر [illegible] کی ضرورت کو دو چند کر دیتی ہیں اور سخی کے لئے سخاوت کو مشکل بنا دیتی ہیں ایسے حالات میں بھی سخت قربانی اور ایثار کے جذبہ کے ساتھ ہی سخاوت کر سکتا ہے۔

چنانچہ عرب اہل سخاوت کے تذکروں میں ان حصوں کو بہت نمایاں کرتے ہیں جن میں سخت جاڑوں میں سخاوت کی گئی ہو [illegible] ایسے اشعار ملتے ہیں جن میں سخت [illegible] حالات کی منظر کشی کی گئی ہے [illegible] کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اذا ما [illegible] آفاق السماء و کشفت
جب [illegible]

بیوتا و در احولھا النکباء حف حف
تیز ہوا کو [illegible] گرا رہی ہو
واصبح مبیض الصقیع کانہ
اور سفید [illegible] جیسے [illegible] ہو
علی سروات النیب قطن مندف
جیسے کہ وہ اونٹوں کی پیٹھ پر دھنکی روئی ہو
تری جارنا فینا یجیر وان جنی
تم ہمارے پڑوسی کو [illegible] پاؤ گے
فلا ھو مما ینطف الجار ینطف
[illegible] کو اس کو کسی ملامت [illegible] کا کھانا [illegible] جاتی ہے۔

جاڑوں کا موسم مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر عربوں کی نظر میں ایسا خشک اور قحط کا موسم تھا کہ جاڑے کا لفظ قحط اور ضیافت کے ہم معنی ہو گیا۔ شاعر اپنے سخی میزبان کی تعریف کے موقع پر یہ مطلع اختیار کرتے ہوئے کہتا ہے۔

نزلت علی آل المھلب شاتیا
میں [illegible] خاندان کا مہمان بنا سردی کی حالت میں
غریبا عن الاوطان فی زمن محل
وطن سے دور اور قحط کے زمانہ میں
فما زال بی اکرامھم و افتقادھم
پھر ان کا اکرام اور توجہ جاری رہی
والطافھم حتی حسبتھم اھلی
اور [illegible] کی حتی کہ میں انہیں اپنا خاندان سمجھنے لگا۔

مذکورہ بالا اشعار میں شاعر نے شتاء یعنی جاڑے کے لفظ کو قحط کے معنوں میں استعمال کیا ہے ایک دوسرا شاعر جاڑے کے سرد موسم میں سخاوت کرنے پر [illegible] کی تعریف کرتے ہوئے [illegible] اور قحط کی مصیبت کو اسی مشتاء کے لفظ سے ادا کرتا ہے وہ کہتا ہے۔

والمطعمون اذا ھبت شآمیۃ
اور جاڑے کے زمانہ میں ضیافت کرنے والے
وباکر الحی من صرادھا صرم
جبکہ [illegible] میں صبح صبح سردی کی سخت [illegible] ہو
وشتوۃ فلوا انیاب لزبتھا
اور جاڑے کی سخت مصیبت جس کی سختی کو انہوں نے
عنھم اذا کلحت انیابھا الازم
اگر [illegible] اس کے سخت دانت نکالے تھے

مذکورہ بالا [illegible] کے لئے عربی اشعار سے جو مثالیں پیش کی گئی ہیں وہ اکثر و بیشتر عربی کے مستند ترین مجموعہ شعر دیوان الحماسہ سے ماخوذ ہیں۔ مذکورہ تعبیروں اور اشاروں کو [illegible] ایک جگہ دیکھنے کے لئے اسی دیوان الحماسہ کے ایک شاعر کا قصیدہ قابل مطالعہ ہے جس میں وہ ضرورت مند مسافر کے سخت سردی میں [illegible] کے ساتھ کسی ضیافت گاہ کو تلاش کرنے کا [illegible] اچھے اسلوب میں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے آگ کو اور زیادہ ابھارا [illegible] ہو کر اس کے [illegible] سکتی آ گئی [illegible] دیکھا [illegible] سب [illegible] کا استقبال کیا [illegible] اور [illegible] کی خوشی [illegible] اس سے کہا کر [illegible] آپ نے [illegible] کے لئے مولی سے [illegible] اور [illegible] کا سامان [illegible]

باتوں کو سرور کے ساتھ ادا [illegible] اسلوب میں بیان کرتا ہے، شاعر کا نام عتابی [illegible] ہے۔ وہ کہتا ہے۔

ومستنبح تھوی مساقط راسہ
الی کل شخص فھو للسمع اصور
یصفقہ انف من الریح بارد
ونکباء لیل من جمادی وصرصر
حبیب الی کلب الکریم مناخہ
بغیض الی الکوماء والکلب اصور
حضأت لہ ناری فابصر ضوءھا
وما کاد لولا حضأۃ النار یبصر
دعتہ بغیر اسم ھلم الی القری
فاسری یبوع الارض والنار تزھر
فلما اضاءت شخصہ قلت مرحبا
ھلم وللصالین بالنار ابشروا
فجاء ومحمود القری یستفزہ الیھا
وداعی اللیل بالصبح یسفر
تأخرت حتی لم یکد لصفی القری
علی اھلہ والحق لا یتأخر
وقمت بنصل السیف والبرک ھاجد
بھازرۃ والموت فی السیف ینظر
فاعطیتہ الطولی سناما و خیرھا
بلاء وخیر الخیر ما یتخیر
فارفض عنھا وھی ترغو حشاشۃ
بذی نفسھا والسیف عریان احمر
[illegible] من لحامھا
[illegible]

یہ دیوان الحماسہ کے باب الاضیاف کا جزء ہے۔

عرب سخی کو اپنی سخاوت پر اپنے اہل و عیال کے طعنے اور ملامتیں بھی سننے پڑتے تھے اور اس کو اپنی سخاوت کی بڑی وکالت اور [illegible] کرنا پڑتا تھا اس سلسلہ میں [illegible] سخت [illegible] نے کہا ہے کہ اے [illegible] ملامت کرنے والی تو سخاوت کو [illegible] نہیں کر [illegible] اور اس طرح [illegible] کو حیات [illegible] ہے۔ وہ کہتا ہے۔

وعاذلۃ ان الجود لیس بمھلکی
ولا مخلد النفس الشحیحۃ لومھا
اے ملامت کرنے والی تو دیکھ کہ سخاوت ہلاک کرنے والی چیز نہیں [illegible] [illegible]

اسی طرح کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضرت حسان بن ثابت کہتے ہیں کہ عزت اور مال [illegible] مال کو عزت پر قربان کیا جا سکتا ہے عزت [illegible] کہتے ہیں۔

اصون عرضی بمالی لا ادنسہ
لا بارک اللہ بعد العرض فی المال
میں اپنی آبرو کو [illegible] اپنے مال کے ذریعہ [illegible] آبرو [illegible] [illegible] کے مال کو۔

احتال للمال ان اودی فاجمعہ
ولست للعرض ان اودی بمحتال
[illegible]

# تلاطم ڈال دیتے ہیں خدا کے بحر رحمت میں
# گناہوں کی ندامت سے جو دو آنسو ٹپک سکتے ہیں

شمس الحق ندوی

زندگی کی وہ ساعت بڑی مبارک تھی جب اس نے عمر عزیز کے بیتے ہوئے دنوں کا جائزہ لیا اور اپنے سیاہ اعمال نامہ پر غور کرنا شروع کیا تو روشنی کی کوئی کرن نظر آئی کہ امید کی کوئی ایسی بھی چنگاری نظر آئی جو بیاباں کی شب تاریک میں کرمک شب تاب کا ہی درجہ رکھتی ہو۔ اب وہ ساعت آگئی تھی کہ وہ اپنے بعد کل اور اس فانی زندگی کے بعد باقی رہنے والی زندگی کے بارے میں غور کرے پھر وہی ہوا وہ یاس و ناامیدی کے ایک اتھاہ سمندر میں غوطے کھانے لگا، دل کی تڑپ و بےچینی بڑھی اور کھویا کھویا سا کسی ایسے رہبر کی تلاش میں چلا جو راہ نجات بتا دے، دل کی بیتابی بڑھی اور [illegible] وہ اسی کیفیت میں [illegible] ایک سمت بغیر تعین کی طرف چل رہا تھا کہ ایک بے ساختہ [illegible] صورت نظر آئی بے اختیار زبان کھل گئی کہ کیا میری توبہ کی بھی کوئی گنجائش ہے کوئی ہے ایسا جو میری دستگیری کرے اور ڈوبتی کشتی کو ساحل سے ہمکنار کرے۔

مخاطب نے جواب دیا ہاں فلاں گاؤں میں ایک صاحب اور بزرگ شخص رہتے ہیں تم ان سے ملو بہت ممکن ہے کہ وہ تمہارے درد کا درماں ثابت ہوں۔ ابھی ایک دو باتیں ہوئی تھیں کہ وہ اس گاؤں کے رخ پر قدم بڑھانے لگا جدھر امید کی ایک دھندلی سی کرن دکھائی دی تھی سرخ سرخ آنکھیں بھیانک سی صورت جسے دیکھ کر آدمی ڈر جائے اور اس کے حالات زندگی سے واقف ہو جائے [illegible] کے تو اوسان خطا ہو جاتے ہوں گے جب وہ اسے دیکھتے ہوں گے۔

جاں [illegible] درویش صفت بزرگ کے پاس پہونچا ان سے کچھ امید باندھ کر چلا تھا لیکن [illegible] ان سے اپنی داستان حیات سنانے کے بعد پوچھا کیا اس کے جرم کی معافی نجات و مغفرت کی کوئی صورت ہے؟ اعمال کی اتنی سیاہی کے بعد بھی رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہو سکتی ہے کہ [illegible] درویش [illegible] شکستگی کو دیکھ کر جواب دیا کہ تمہاری نجات و بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے یہ سن کر وہ مایوس ہوا تو سوچا کہ جب یہ نہیں تو ۹۹ مقتولوں میں ایک کا اضافہ کر کے سو پورے ہی کر دوں، جیسا کہ اس خیال کا آنا تھا کہ اس نے اس بزرگ کا بھی کام تمام کر دیا اور چلتا بنا مگر اس کا ضمیر جو کہ اب بیدار ہو چکا تھا اسے فکر تھی کہ کوئی سہارا ملے، قسمت نے یاوری کی چلتے چلتے پھر کسی اجنبی سے مڈ بھیڑ ہو گئی اور اس سے بھی وہی اپنا مقصود کہہ گزرا اس بھلے مانس نے ایک مبارک اور خدا ترس لوگوں کی بستی کا پتہ دیتے ہوئے بتایا کہ وہاں ایک بزرگ رہتے ہیں تم ان سے ملو اور کچھ دن اس بستی میں گزارو۔ اس اجنبی کی بات نے ایک بار پھر اس کے اندر امید کی ایک روح دوڑا دی اور یہ اس قریہ صالح کی طرف چل پڑا، مگر کاتب تقدیر کا ازلی فیصلہ کچھ اور ہی ہو چکا تھا۔

بستی تک پہونچنا تو درکنار ابھی آدھی مسافت بھی نہ طے ہوئی تھی کہ پیمانۂ حیات چھلکنے لگا، [illegible] اس میں پوری ہو چکی کہ نیکوکار لوگوں کی روح نکالنے والے اور شرارت و بدکردار لوگوں کی روح قبض کرنے والے دونوں فرشتوں میں بحث شروع ہو گئی تھی، سعید روحوں کو قبض کرنے والا فرشتہ مصر تھا کہ میں روح نکالوں گا اس لئے کہ اس کی مخلصانہ نیت و ارادے اور توبہ کے جذبہ نے ماضی کی سیاہیوں کو دھو دیا، اور بد روحوں کے قبض کرنے والے فرشتہ کی ضد تھی کہ نہیں اس کے اعمال اس قابل ہیں کہ میں اس کی روح قبض کروں، جب بات بڑھی تو ایک تیسرے فرشتہ نے حکم کا فرض انجام دیتے ہوئے فیصلہ کیا کہ جدھر سے آرہا ہے اور جس نیک بستی کی طرف جا رہا ہے دونوں کی مسافت ناپ لی جائے، اگر بستی سے قریب ہے جہاں کے ارادے سے نکلا ہے تو سعید روحوں کو قبض کرنے والا فرشتہ اس کی روح قبض کرے اور اگر اس کے برخلاف ہے تو بد روحوں کو قبض کرنے والا فرشتہ اس کی روح قبض کرے۔ کہتے ہیں کہ جب مسافت ناپی گئی تو نیکیوں کی بستی سے صرف ایک بالشت قریب تھا یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ یہ قریب تو دراصل اسی بستی سے تھا جدھر سے چلا تھا مگر اس کے جذبۂ ندامت و احساس کی بیداری پر رحمت خداوندی کو جوش آیا اور خدائی فرمان کے مطابق کہ جب میرا بندہ میری طرف چلتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ وہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں" زمین کو حکم ہوا کہ سمٹ جائے اور یہ قریہ صالحہ سے قریب ہو جائے چنانچہ اس کی روح فرشتۂ رحمت ہی نے قبض کی، اور گو وہ ابھی توبہ نہ کر سکا تھا مگر اس اصول پر کہ "اعمال کا دارومدار نیت پر ہے" یہ خالص نیت کے ساتھ توبہ کے لئے نکلا تھا، اس لئے رحمت خداوندی نے بڑھ کر اس کو اپنے سائے میں لے لیا اور کیوں نہ ہو خدا کی وہ ذات پاک جو ماں سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر شفیق و مہربان ہے اور جس کا یہ اعلان ہے کہ "یا عبادی الذین اسرفوا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ" (اے میرے وہ بندو! جن سے بھول چوک میں خطائیں ہو گئی ہیں تم میری رحمت سے مایوس نہ ہو)۔ "اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" (میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے)۔

یہ واقعہ محض کسی خاص انداز میں بیان کیا گیا کوئی افسانہ اور خود ساختہ کہانی نہیں ہے بلکہ حدیث پاک میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس واقعہ کو صحابہ کرام کو سنایا، گوشت پوست کا بنا ہوا یہ انسان بھول چوک تو اس سے ہوتی ہی مگر جب وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا رہتا اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو رحمت بھی پوری طرح پر اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ میں بندے کی توبہ سے اس سے بھی کہیں زیادہ خوش ہوتا ہوں جتنا کہ کوئی بندہ انتہائی مایوسی کے عالم میں جب کہ وہ صحرا میں بھوکا پیاسا، سایہ لے رہا ہو، بھوک و پیاس سے بےتاب ہو اسی میں اس کی سواری بھی بھاگ جائے تو [illegible] گزرے گی وہ زندگی سے مایوس ہو کر بیٹھا سو جائے پھر آنکھ کھلے تو سواری کو سامنے پاکر اس کو بے پناہ مسرت ہوگی اللہ تعالیٰ کو بندہ کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے اور وہ اپنے بندے سے راضی ہوتا ہے۔

رمضان کا یہ مبارک مہینہ جو خاص عبادت و ریاضت بلکہ عبادت کے موسم بہار کا زمانہ ہے اسمیں ہم جتنا بھی توبہ و استغفار کریں اور اپنے رب سے مانگ لیں کم ہے وہ کریم اور غفار ہے معاف کرے گا۔

اور یہ شعر ایک بار پھر پڑھئے۔

تلاطم ڈال دیتے ہیں خدا کے بحر رحمت میں
گناہوں کی ندامت سے جو دو آنسو ٹپک سکتے ہیں

---

بقیہ صفحہ [illegible] عربی سخاوت عربی شاعری کی روشنی میں

لیکن اگر عزت [illegible] چاہو تو اس کے حصول کی کوئی صورت نہیں ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے کہ دولتمندی تو وہ ہے جو ضیافت یا روز عطا آدمی کو باعزت بنائے وہ کہتا ہے

ولیس الغنی الا غنی زین الفتی — عشیۃ یقری او غداۃ ینیل
دولتمندی تو وہ ہے جو آدمی کو زینت بخشے — شام کو جب ضیافت کرے یا صبح میں [illegible]

عرب کی [illegible] وقت اپنے گھر والوں سے اپنی بے محابا سخاوت پر [illegible] تھا اور جس کو مفارقت اور جدائی کی دھمکی تک دیا کرتی تھی ایک شاعر اپنی بیوی کی نصیحت کا تذکرہ [illegible] کی دھمکی کے ساتھ حسب ذیل اشعار میں کرتا ہے۔

الا امرت بالبخل ام محمد — فقلت لها حثی علی البخل احمد
ام محمد نے مجھے بخل کا مشورہ دیا — میں نے اس سے کہا کہ [illegible]
فانی امرؤ عودت نفسی عادۃ — [illegible]
میں وہ شخص ہوں کہ میں نے اپنے کو ایک صفت کا عادی بنا لیا ہے — اور ہر شخص [illegible]
رعوت سقائی واعتلالی وشوقی — [illegible]
[illegible]

وہ [illegible] دوسرے شخص کو بخل پر ملامت کرتے ہوئے اپنی سخاوت پر فخر کرتا ہے [illegible] کھانے والوں کے سامنے [illegible] جسم کو [illegible] کی حالت میں [illegible] کرتا رہتا ہے، وہ کہتا ہے:

انی امرؤ عافی انائی شرکۃ — وانت امرؤ عافی انائک واحد
[illegible] — [illegible]
اقسم جسمی فی جسوم کثیرۃ — واحسو قراح الماء والماء بارد
[illegible] — [illegible]

[illegible]

# ایٹمی اسلحہ کی اہمیت اور بڑی طاقتوں کے توازن میں

ترجمہ :- محمود ... ایم اے

۱۹۴۵ء میں امریکی وزیر دفاع ... ہیری ٹرومین نے ایک ... سا بیان دیا تھا جس ... وقت کسی نے توجہ نہیں کی لیکن بعد میں وہ تاریخ عالم میں ایک اہم موڑ سے تعبیر کیا جانے لگا وہ بیان یہ تھا "میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ امریکہ کو جوہری اسلحہ استعمال کرنا پڑیگا سوائے اس کے کہ ہماری جانوں کو حفاظت کا حق ہو جائے ..." امریکہ ساری دنیا کو ڈرا دھمکا رہا ہے اور اپنے ... کی کوشش کر رہا ہے اس سلسلہ میں یہ بات تو بالکل واضح ہے ... کہ امریکہ نیوکلیائی میدان میں آگے تھا۔

## طاقت گویا ہوتی ہے :

اس وقت روس کو امریکہ کی جانب سے سخت خطرہ ... تھا۔ ... معاہدہ کے تحت ... چیلنج ہونے ... اس لائق نہیں تھا کہ اس میدان میں امریکہ کا مقابلہ کرسکے جیسا کہ ... کے پاس ... قسم کے اسلحے موجود تھے ایسی صورت میں ممکن تھا کہ امریکہ اپنے نظریات کا پابند بنانے اور روس کو نیوکلیائی جنگ کا چیلنج کرنے ... فروری ۱۹۴۸ء میں اعلان ... کر ... وہ تجربات ... امریکہ کو ان حالات ... کا سامنا کرنا پڑا اور روس ... امریکہ نے ... کوشش کی کہ یورپ کے ... میدان کی ... اور یورپ ... کو ... کی ذمہ داری ... امریکہ نے یورپ کو ... اور ... یورپ ...

... انتظار تھا ڈیگال اس اسکیم کو خوب سمجھ گئے۔

## دشواریاں :

امریکہ اس وقت ... کی جنگ میں الجھا ہوا تھا اور یورپ کو اس کا احساس بہت ہی دشوار تھا امریکی ... حکومت کے سلسلہ میں ابھی طویل عرصہ بھی نہیں گذرا تھا کہ امریکہ نے دنیا کے چاروں طرف ... کو بھیجنے میں دلچسپی ... کر دی ... تمام امور کو برداشت ... فوجیں ... خطرات سے دوچار تھیں ایشیا ... موت سے ... تھیں اور یورپ میں بھی موت کا خطرہ ... تھا مزید برآں امریکہ خود ... یورپ کی معاشی حالت کافی ... ہوگئی تھی امریکہ نے نیوکلیائی اسلحہ کی ... بنیادی ... اسلحے یورپ نے فوجوں کو ... میں دلچسپی کم کر دی اور امریکہ یورپ ... کو ... کے بجائے ... تو ... ڈالر ... اپنے معاملات پر ... اور دفاع پر یقین رکھتے ہوں۔

## امریکی تضاد :

جب امریکہ یورپ کو نصیحتیں کر رہا تھا اس وقت وہ تضاد کا شکار تھا ایک طرف تو اس نے یورپ کی حمایت میں آواز بلند کی اور یورپ کو نیوکلیائی اسلحہ دینے کی اجازت نہیں دی بلکہ اپنے حلیفوں پر ... کہ اس اسلحہ کو نہ رکھیں جس کی وجہ سے دونوں بڑی طاقتیں امریکہ اور روس میں سیاسی اختلاف تھا اور اسطرح یورپ نے اپنے آپ کو نیوکلیائی اسلحہ کے مقابلہ ... اس ... جنرل ڈیگال کو ناٹو سے ... امریکہ ناراض ہو گئے ... اسکو ... ڈیگال کی ... ختم ... کے دل میں جگہ بنالی اور لوگوں نے فرانس کی علیحدگی سے پیدا شدہ حالات کو اچھی طرح محسوس کیا اور ناٹو کے ... سے تعبیر کیا۔

## ڈیگال کی دور اندیشی :

اس وقت جنرل ڈیگال کو بعض یورپی ممالک کی جانب سے شدید مخالفت اور اعتراضات کا سامنا کرنا پڑا۔ فرانس اپنا دفاع کیسے کرے۔ یورپ کے متحدہ دفاع کے منصوبہ کو ... پاش پاش ... حقیقت ... صدر ... یورپ کی ... دفاع ... اور وہ ... دفاع ... کسی دفاع ... اس وقت ... حربی ... کی وجہ سے ...

جنگ سے ... تیار ہے ... فرانس ... کی وجہ سے ... وفاقی جمہوریہ ... جنگ کریگا ... اس کو ... پیش کرتے ... کو ترجیح دیا۔

## روس امریکہ گفتگو :

اس وقت روس اور امریکہ ... اسلحہ کے ... کی تحدید کے متعلق ... بیٹ کرر ... ایک ... معاہدہ ہے دونوں بڑی طاقتیں۔ روس اور امریکہ ... ایک دوسرے کا ... کرسکیں گی اس کی رو سے روس ... اور امریکہ ... جہاز اور ... اسلحہ ... اس طرح دوسری ... موٹر ... سلسلہ ... کی حمایت ... دوسرے کے اسلحہ ... کرسکے ...

اس طرح تمام ... گفتگو اور معاہدوں کے باوجود امریکہ اور روس اور اسی طرح فرانس برطانیہ ... دوسرے ... اسلحہ کی ... کرنے ...

## فرانسیسی دفاع :

ایسی حالت ... میں وہ ... کے ... کی طرح ... دوسرے ... دیکھتے ... کس طرح ... اور ... حالات میں فرانس کا اپنے دفاع پر یقین کرنا ... ہے ... رکھو اور ... دفاعی قوت کے ساتھ ... ہو اور ...

## روسی فوج :

قابل ذکر بات یہ ہے کہ روس کی فوج غیر سرکاری اطلاع کے مطابق ... افراد پر مشتمل ہے ... ڈویژن ... ڈویژن ... ہزار ... دوسرے ... ڈویژن ... اور ... کی تقسیم ... ڈویژن ... ماسکو کے چاروں طرف ... ڈویژن ... ڈویژن ... ڈویژن ...

ہوگی ... روس میں ترکی اور ایران ... اور ... ڈویژن ... ہے۔

## بنیادی ... یورپ :

واضح ہو جاتی ہے کہ روسی فوج ... یورپ ... ڈویژن ... ماسکو کے ... اور ... ڈویژن روس ... چاروں طرف ... جنگ میں کسی ... فوج ... اس عظیم فوج کی ... ہزار ... جہازوں میں سے ... ہزار ... ڈویژن ... ماسکو کے ... بھی ... جا ... ہے۔

## بے انتہا ... صرف :

روس کے پاس ... راکٹ ... اور ... جو یورپ کی طرف ... فوجی ... روس کی ... تعداد ... سے ... فیصد ... قابل ذکر ... کہ یہ فوج ... اسلحہ ... روس کی ... سال ... فوجی ... روس کا ... کہ ... کی ضرورت نہیں ... کو بچا لے۔

## ... حقیقت :

قابل ذکر ہے کہ ... فیصد ... فوج کے ساتھ ... اور عسکری میدان ... ہے کہ روس کو ... آگے بڑھانے ... ہتھیاروں سے ... کے ...

(باقی ...)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ڈاکٹر سید اعتصام احمد ندوی ایم۔ اے پی ایچ ڈی
(صدر شعبۂ عربی کالیکٹ یونیورسٹی کیرالہ)

# یادوں کے چراغ

## (ندوہ میں زندگی کے چند روشن یادگار واقعے)

ندوہ کی زندگی میں جو سب سے خوشگوار یاد ہے وہ علامہ سید سلیمان ندوی کی ندوہ میں آمد اور ان کی شخصیت ہے۔ ان کی شخصیت ادب و علم کا ایک جامع تھا۔ ایک بار معلوم ہوا کہ سید صاحب ڈھاکہ سے ندوہ تشریف لا رہے ہیں اور پھر یہاں سے کراچی جائیں گے۔ یہ سنتے ہی شوق و تمنا کا عجیب عالم طاری ہوا۔ اونچی کلاسوں کے اساتذہ نے طلبہ کو جمع کیا، مفتی محمد سعید صاحب ندوی مرحوم نے کو ٹھہرنے کے لئے انتظام کیا اور فرمایا کہ جائیے سید صاحب کی مجلس میں بیٹھئے جب تک وہ ندوہ میں رہیں۔ کلاسیں نہیں ہوں گی۔ سید صاحب ندوہ کے مہمان خانہ میں ٹھہرے تھے۔ مہمان خانہ طلبہ، اساتذہ اور علماء شہر سے کھچا کھچ بھر گیا۔ عالم پیری میں پہلی بار بالکل قریب سے سید صاحب کی زیارت کا مجھے موقع ملا۔ اسوقت میں ان کی علمی عظمت سے واقف ہو چکا تھا البتہ اس محفل میں جو باتیں ہوئیں ان کو تفصیل سے بیان کرنا مشکل ہے وہ ذہن میں محفوظ ہیں۔

گورے چٹے، بوٹا قد، گداز بدن، چہرہ پر نور، گو ترو تسلیم کی شان، ڈاڑھی، سر پر عمامہ، شاہانہ عظمت کا غماز، باریک سفید اور عمدہ قمیص کی ململ کا کرتا، لباس بہت پاکیزہ اور زیب تن، چہرہ پر متانت، نیچی آستینوں کا ٹرے پاتے، کا پائجامہ، سر پر پیالی دوپلی، جلال و نفاست ہر چیز سے عیاں تھی۔ علامہ سید سلیمان ندوی کا تصور آتے ہی وہ منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اساتذہ اور طلبہ ان کے گرد تمام اہل علم جمع تھے میں کوشش کر کے ان کے بالکل قریب پہنچ گیا اور ان کی باتوں میں علمیت کے ساتھ ظرافت کے جو رنگ دیکھے انھیں کبھی محسوس کئے تھے۔ جب ان کی شکل ذہن میں ابھرتی ہے تو دل ان کی علمیت اور عظمت سے سرشار ہو جاتا ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی دو دن ندوہ میں مقیم رہے۔ دوسرے دن حیات اللہ انصاری ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے سید صاحب سے ان کے اس مقالہ کے بارے میں سوال کیا جو انھوں نے ڈھاکہ یونیورسٹی میں پڑھا تھا۔ سید صاحب نے بڑی سنجیدگی سے فرمایا کہ میں نے جو مقالہ پیش کیا ہے وہ ان کتابوں سے ثابت ہے جو عربی کے آنے سے قبل بنگالی زبان میں لکھی گئی تھیں اور جن کا سرمایہ عربی تھا۔

دراصل سید صاحب نے بڑا معرکہ کا مقالہ پڑھا تھا اور ثابت کیا تھا کہ مسلمانوں سے پہلے بنگالی زبان کا رسم الخط عربی زبان اختیار کیا تھا مگر جب غیر مسلموں نے انگریزی تعلیم حاصل کی اور سماجی زندگی پر چھا گئے تو انھوں نے بنگالی زبان کو رسم الخط بدل دیا اور اس میں دیوناگری داخل کر دی۔ اس تقریر سے طلبہ خوش ہو گئے اور انھوں نے علامہ کو گھیر لیا مگر وائس چانسلر نے ان کو بچا لیا اور اس طرح وہاں سے واپس ہو کر وہ ندوہ آ گئے۔ سید صاحب نے دوران گفتگو کتنی کتب خانوں کے نام لے کر وہاں کئی کتابیں بنگال کی عربی رسم الخط میں اب بھی موجود ہیں۔

سید صاحب سے ملنے کے لئے جو لوگ آئے تھے ان میں مولانا عبدالماجد دریابادی کے علاوہ بھی جو ندوی گذر چکے تھے ان کی زیارت کا مجھے پہلی بار موقع ملا۔ سید صاحب نے مولانا حبیب الرحمٰن محدث کو یاد فرمایا معلوم ہوا کہ وہ کہیں چلے گئے ہیں۔ اس پر سید صاحب نے فرمایا کہ:

”میں کا فرہو ندوہ کا مسلمان ہوں“

کسی سلسلہ سے ذکر نکلا جمعیۃ العلماء کا۔ سید صاحب نے فرمایا کہ جمعیۃ العلماء حضرت الحمد المعالی الکلام و مولانا ابو الکلام حضرت و حتیٰ اوجواہر لال۔

سید صاحب نے اس دو روزہ قیام میں دو تقریریں فرمائیں ایک تقریر انہوں نے الاصلاح میں کی جس میں انھوں نے بتایا کہ انہوں نے ہندوستان چھوڑ کر پاکستان ہجرت کیوں کی؟ انہوں نے فرمایا کہ میری بچی اور خاندان کے دوسرے افراد وہاں تھے جنکی وجہ سے مجھے ہندوستان چھوڑنا پڑا۔

سید صاحب نے دوسری تقریر ندوہ کی مسجد میں منعقد کرائی۔ اس میں انہوں نے اس امر کا اظہار خیال کیا کہ زمانہ کے ساتھ ساتھ علم کلام بھی بدلتا رہتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ امام غزالی کے دور کا علم کلام کا تقاضا تھا کہ یونانی فلسفہ پر عبور حاصل کیا جائے مگر آج کے تقاضے اس دور سے بدل چکے ہیں اور اب بدلے ہوئے حالات میں جدید تقاضوں کے مطابق علم کلام کو ڈھالنا پڑے گا۔

جس زمانہ میں علامہ سید سلیمان ندوی کی مجھے زیارت نصیب ہوئی اسوقت وہ سراپا نور بن گئے تھے ان کو دیکھنے سے ایمان تازہ ہوتا تھا چہرہ نور مجسم تھا۔

اتفاق سے سید صاحب کے انتقال کے بعد ندوہ میں جو عظیم علمی جلسہ ہوا اس وقت بھی میں وہاں بحیثیت طالب علم موجود تھا اس موقع پر تمام ہندوستان سے اہل علم جمع ہوئے اور انہوں نے علامہ سید سلیمان ندوی پر مقالات پڑھے۔ اس جلسہ میں مولانا عبدالماجد دریابادی مدظلہ العالی اور مولانا مناظر احسن گیلانی کو دیکھنے کا موقع ملا۔ آج بھی جلسہ کی عظمت کا منظر نگاہوں میں مصور نظر آتا ہے اس میں بھی جلال و جمال کی کیفیت تھی جو سید صاحب کی شخصیت میں محسوس ہوتی تھی۔ ان کے بارے میں صحیح طور پر کہا جا سکتا ہے کہ سے

کیں چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

---

بقیہ صفحہ ۔۔۔ یورپی اسلحہ کی اہمیت

۔۰۰ میزائل ہوں پر مشتمل ہے یہ راکٹ زمین کے نیچے چھپے ہیں اور ان کا ٹارگیٹ روس کے بڑے شہروں میں ہے جو یہ تباہ کر دیں گے۔ اگر روس نے فرانس پر حملہ کیا تو حفاظتی کا ثبوت دے گا اور قابل لحاظ تو منع کی جائے گی۔ البتہ ممکن ہے کہ فرانس کے حملہ کا سارا منصوبہ ہو جائے۔ فرانسیسی اسلحہ کی ذخیرہ صلاحیت کم اور گذشتہ اسلحہ پر یاد کر پہنچ گئی ہے۔ پھر بھی یہ دوسری طاقتوں امریکہ اور ممکن ہے کہ اس پر کمال کی برتری سے فوقیت لے جائے اور ایٹمی اسلحہ کے ذخیرہ اندوزی کے اسباب ہو جائیں گے۔ اور یورپ کا نقشہ بدل دے گا اور اس کے اخلاق کا حصہ زمین کی تباہی اور بربادی کی شکل میں ظاہر ہو جائے۔

**امید و فکر** اس حالت میں فرانس کا ایٹمی طاقت بنانے کا منصوبہ ایک اچھا اقدام ہے لیکن ناقدین کا کہنا ہے کہ گیلیڈی کو اسلحہ استعمال کرنے پر خود شکوک پیدا ہو گئے ہیں حالانکہ خود شکوک کی یہ حالت تھی کہ کسی اقدام سے پہلے بچاؤ کی ترکیب سوچ لیتا تھا۔

یہ خیال قابل اطمینان نہیں ہے کیونکہ کیوبا کے مسئلہ میں صدر کینیڈی نے خود روس کی مخالفت کی اور روس کی دھمکی گوارا نہیں کی یہ جانتے ہوئے کہ امریکہ اور روس کی ایٹمی طاقت میں دنیا ہی تفاوت ہے جیسا کہ آج فرانس اور روس میں ہے۔

بہرحال ماہرین اس کو ایک اچھا اقدام بتاتے ہیں۔ یورپی ممالک روس سے قریبی تعلق کا رجحان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جدید برابری کی سیاست پر ہے۔ جان فایان وزیر اعظم فرانس کے صدر کہتے تھے جب روسی سفیر ملاقات کے لئے آتا تھا اور مطالبہ کرتا تھا کہ ... روس کیلئے نقصان دہ ہے فرانس روک دی جائے تو میں کہتا تھا ... مسئلہ نہیں ہے کہ میں کسی سے ملاقات یا بات چیت کروں اور پیچیدہ دیکھتے تھے کہ اس کی بنیاد اسی سیاست پر ہے جس کو لیونیڈ بریژنیف (پورے یورپ کی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر) کہتے ہیں کہ اقتصادی تعلقات امریکہ سے مضبوط کئے جائیں تاکہ امریکہ کے حلیف ممالک دباؤ میں آ جائیں دونوں طاقتوں میں قریبی تعلق قائم کرنے میں یہ ممالک مانع ہوتے ہیں اور چاہتا ہے کہ یورپ اقتصادی امور پر جس کی وجہ سے اعتماد کرے اس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یورپ پر پابندیاں لگا دی جائیں تاکہ روس کو دوسرے کے علاقوں میں گھسنے پھرنے میں آسانی ہو۔

یہ سب باتیں سچ ہیں اور کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے جرمنی کو اگر نہیں دیا گیا ہوتا تو فرانس مضبوط پوزیشن میں ہوتا اور کوئی مقابل نہ ہوتا۔ مغربی ممالک کے تعلقات ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور اولین وسیلہ اس کے خلاف اس کی وحدت کی آزادی کی حفاظت ہے جیسا کہ سبب ایک ہو اسی طرح امریکہ کے خلاف بھی۔

اسی طرح یورپ کی مشترکہ منڈی کے ارکان میں سیاسی وحدت کی ضمانت نا کافی ہے۔ فرانسیسی صدر کو مغربی جرمنی کو مشرق سے جا ملنے کا خطرہ لاحق ہے اس کو سرگرمی دکھانا چاہئے اور فرانسیسی اثر قبول کر لینا چاہئے اور اسی طرح وزیر اعظم جرمنی کے دل میں اطمینان دلانا ہوگا۔ جرمنی کے مشیر عام طور پر جذباتی اور برابری پر تعاون کی سیاست پر کام کرتے ہیں ... مشرق کرنا ہے وہ مغربی یورپ کی سیاست کی طرف دوڑنے میں زیادہ چست اور ... اور اسی طرح یورپی وحدت کی تشکیل کے لئے ... جانے کے لئے تیار ہیں۔ ... پر تجاویز پیش کرنے سے جھجکتے ہیں کیونکہ خطرہ ہے کہ فرانس میں ...

(قسط دوم)

# سوریہ کے ساحلی مقامات کا ایک یادگار سفر

[illegible]

بانیاس بھی سوریہ کی ایک خوبصورت ساحلی بندرگاہ ہے جو جبلہ سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، یہ شہر دیگر سوریہ کے ساحلی شہروں کے مقابلہ میں اچھا خاصا اسلامی اور دیندار شہر ہے، یہاں ایک نہر بہتی ہے جس کا پانی بہت ہی خوشگوار و شیریں ہے، یہ نہر شہر سے گذرتی ہوئی [illegible] سمندر میں جا گرتی ہے یہ لوگ [illegible] بالکل سمندر کے کنارے پر اپنا خیمہ نصب کیا، یہاں کچھ نوجوان جو حمص حماۃ اور دمشق وغیرہ کے دیندار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں گرمی کے ایام گزارنے کے لئے پہلے ہی سے خیمہ زن ہوئے تھے۔ یہ لوگ ہماری آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا اور ہمارے درمیان تمام ملتے رہے اور علمی و دینی گفتگو ہوتی رہی خصوصاً حمص و حماۃ کے نوجوان طلباء حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور ہندوستان کی تبلیغی جماعت کے متعلق برابر دریافت کرتے رہے۔ بعض مولانا [illegible] تبلیغی جماعت سے بڑی گہری محبت اور تعلق ہے خصوصاً مولانا کی عربی کتابوں [illegible] تحریروں اور تعلیم و عمل کے [illegible] لوگ [illegible] ہیں، عرب [illegible] ملکوں میں جن جن علاقوں میں جانا ہوا اور جن علماء و اہل [illegible] کی مجلسوں میں بیٹھنا نصیب ہوا ہر جگہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور تبلیغی جماعت کا ذکر بڑی محبت و عقیدت سے پایا۔ یہ [illegible] اور ہندوستان کے مسلمان [illegible] ہندوستانی مسلمانوں کی [illegible] کا اثر [illegible] بھی ہے اور [illegible] پاکستان [illegible] ہندوستانی مسلمانوں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

کرنے پر قادر ہے، اسکی مدد کا معیار وہ صالح حکومت و سیاست نہیں ہے بلکہ اللہ کے دین کی نصرت و مدد ہے، ان تنصروا اللہ ینصرکم کی حیثیت اختیار کرنا چاہئے کہ ہندوستانی مسلمان اس معیار پر ہمیشہ پورا اتریں اور اللہ کی بھرپور مدد ہر وقت انکے ساتھ سایہ فگن رہے۔ آمین

مختصر بانیاس میں ہم جہاں مقیم ہوئے اس سے قریب ہی ایک صاحب کا باغ ہے جو بانیاس کے مخلص اور دیندار لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں، یہ صاحب جن کا نام الحاج ابو علی الزہیر ہے تبلیغی جماعت سے گہرا تعلق رکھتے ہیں اور مولانا علی میاں کی محبت سے سرشار ہیں، بھائی فاروق نے ان سے ہمارا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ یہ ہندوستان سے یہاں تشریف لائے ہیں اور ندوۃ العلماء ہند سے فراغت حاصل کی ہے، جوں ہی ندوہ کا نام آیا یہ صاحب مارے خوشی کے اچھل پڑے اور کہنے لگے تو مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے اقارب میں سے ہو؟ جواب میں ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگ مولانا کے نسبی اقارب میں سے نہیں ہیں لیکن ان کے علمی و روحانی اقارب (جو یقیناً نسب کے مقابلہ میں قوی ہے) اور ان کے ادنیٰ خادموں میں سے ہیں، یہ سنکر وہ صاحب بہت خوش ہوئے اور دیر تک مولانا کی خیریت و صحت کے متعلق دریافت کیا اور انکی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے دعائیں دیں۔

نوٹ: یہاں یہ اشارہ کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ عرب ممالک میں مولانا کی شخصیت کے ساتھ ندوہ اس قدر ضم ہو گیا ہے کہ جو بھی فارغ ندوی یہاں آتا ہے اور ندوہ سے اپنا انتساب کرتا ہے ہمارے عرب بھائی انہیں مولانا کے اقارب سمجھنے لگتے ہیں خواہ اس کا تعلق مولانا کی ذات سے ہو یا نہ ہو یہ مولانا کی عظمت و محبت کی دلیل ہے لیکن ضرورت ہے کہ ندوہ بحیثیت تحریک ندوۃ العلماء عالم عرب کے سامنے اس سے زیادہ متعارف ہو جائے ایک ضرورت ہے کہ ندوہ کے واسطے سے ہندوستانی مسلمان بھی مناسب [illegible] اٹھائیں۔ شاید ہماری یہ رائے صحیح ہو۔ واللہ اعلم

الحاج ابو علی الزہیر اور ان کی تمام اولاد اسلام کی محبت اور دینداری اور اللہ کے راستہ میں جہاد و قربانی کے شوق میں ہمیشہ سرشار نظر آتے ہیں، ان کے بڑے فرزند علی کو (جنکا سب بچوں میں) یہاں کے ظالم حکمرانوں نے ان کی دینی محبت اور اسلام پسندی کی بنیاد پر گولی مار کر شہید کیا ہے، شہید مرحوم آخری دم تک [illegible] اسلامی موقف پر ڈٹے رہے اور اللہ کے راستہ میں تمام مصائب برداشت کئے [illegible] شہادت پالیا۔ [illegible] اپنے بچے کی شہادت سے [illegible] ہو کر [illegible]

کہ وہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے اسکی مغفرت فرمائی، میرا یہ بچہ مجھے بہت عزیز تھا جس طرح اسلام کے راستے میں قربانی ہماری غرض ہے میری بقیہ حیات اولاد بھی اسلام اور ایمان کے راستے میں قربان ہو جائے یہاں تک کہ سوریا میں اسلام کا بول بالا ہو جائے، جس اس حادثہ کو سنکر بڑا افسوس ہوا اور یہاں کے حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشی پر رونا آیا لیکن کیا کیا جائے کہ مسلمان مسلمان نہ رہے اور ان میں وہ ملی و دینی محبت و حمایت باقی نہ رہی ورنہ پہلے ایک چھوٹے سے واقعہ سے سارے دنیا کے مسلمانوں میں ایک آگ سی لگ جاتی تھی اور ہندوستان کا مسلمان ترکی و عرب کے مسلمانوں کے دفاع میں اور عرب و ترک ساری دنیا کے مسلمانوں کی حمایت میں ایک آواز ہو جاتے تھے لیکن آج تو مسلمانوں کی قسمت پر اقبال ہی کے الفاظ میں رونا آتا ہے

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانہ میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ہم لوگوں نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ شہید مرحوم نے دین کے راستہ میں شہادت کا جام پی کر اللہ کو راضی کر لیا اور وہ اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے اور آپ بھی اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے یہ صاحب ہماری باتوں سے کافی متاثر ہوئے اور رات بعد نماز عشاء اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔

چنانچہ ہم لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر ان کے گھر چلے گئے جہاں پر شہر بانیاس کے بعض ممتاز علماء سے ملاقات ہوئی اور دمشق کے ایک عالم جناب ابو بشیر القبوانی سے بھی تعارف حاصل ہوا سلام و تعارف کے بعد عالم عربی اور مسلمانوں کے مسائل پر بحث شروع ہوئی اور ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کا اظہار بالکل علمی و دینی نقطۂ نظر سے سنجیدگی کے ساتھ کیا۔ جناب ابو بشیر القبوانی نے فرمایا کہ اس وقت سب سے بڑی اور دینی ضرورت تمام مسلمانوں کو ایک صف میں کھڑے کرنے اور تمام علماء کا بالعموم اور اسلامیہ میں باہم متحد ہونا اور علی الخصوص [illegible] ضرورت ہے [illegible] مقابلہ کیا جائے اور دینی شعائر کا تحفظ کے ساتھ [illegible] کیا جائے۔ مجلس میں شریک بانیاس کے ایک ممتاز عالم نے ان کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ [illegible] اختلاف [illegible] و تفرقہ بازی میں مبتلا کر دیا ہے [illegible] اغراض سے بالاتر ہو کر [illegible] کی خدمت میں منہمک [illegible] اور تمام ملت کے ساتھ تعاون کرے [illegible] تم ابھی جواب دیتے ہوئے [illegible] اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک ہر عالم اپنے متعلق یہ خیال کرتا رہے کہ وہی ملت کے لئے قائد ہے دوسرا [illegible]

محروم ہے بلکہ ہمارے تمام علماء کو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح ہونا چاہئے کہ ہر ایک صحابی یہ ترجیح کرتا ہے کہ دوسرا صحابی مجھ سے افضل و اعلیٰ ہے اور اسکی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے کو پیچھے ہے اس وقت جبکہ فتنے عام ہو چکے ہیں اور الحاد و مادیت کا خطرہ بڑھ گیا ہے ضرورت ہے کہ علماء متحد ہوں اور ایثار و تعاون بصلت کی تصویر میں لگ جائیں۔ بھائی عبدالوہاب صاحب ہندوستانی مسلمانوں کے دینی احساس اور علماء کی ایثار و قربانی کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ جب ہندوستان میں حکومت نے اسلامی قانون و شریعت میں مداخلت کرنی چاہی اور مسلم پرسنل لا میں تغیر کرنے کا اعلان کیا تو کس طرح ہندوستانی مسلمان اور علماء ایک آواز ہو کر حکومت کو اپنے اس بُرے ارادے سے باز رکھا اور اس سلسلہ میں حال ہی میں بمبئی میں ایک بہت بڑا عظیم اجلاس منعقد کیا گیا جس میں ۰۰۰ سے زائد مختلف مکتب خیال کے علماء شریک ہوئے اور تقریباً ہزاروں سے زائد مسلمان جلسے میں شریک ہوئے اور مولانا ابوالحسن علی ندوی جلسے کی صدارت کے لئے تعلیمی [illegible] ترک کر کے اور [illegible] امور کو ملتوی کر کے اس اہم جلسہ کی صدارت کے لئے بمبئی حاضر ہوئے اور جلسہ کو کامیاب کیا۔ آج سوریہ میں خاص طور پر اور تمام بلاد اسلامیہ میں عام طور پر ایسے اتحاد و ایثار کی ضرورت ہے۔

دمشق کے عالم جناب ابو بشیر القبوانی جو اس مجلس میں شروع سے آخر تک رہے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ اعدائے اسلام تمام دنیا میں عموماً اور بلاد اسلامیہ میں خصوصاً منظم طریقہ پر لگے ہوئے ہیں ضرورت ہے کہ ہم بھی ان کے مقابلہ میں منظم ہو جائیں، صرف دینی جدوجہد کافی سے کچھ کام نہیں چلے گا بلکہ دینی و سیاسی تدبر اور دور اندیشی سے اس میدان میں قدم بڑھانے کی ضرورت ہے۔ بھائی فاروق صاحب ندوی نے بتایا کہ ملت کے انتشار و تفرقہ کو دور کرنے کی ذمہ داری ملت کے تمام افراد پر حسب مراتب عائد ہوتی ہے لیکن سب سے بڑی ذمہ داری علماء و حکام کے سر آتی ہے، ضرورت ہے کہ ہم سب اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں اور ایک دوسرے کے احترام و اکرام کے ساتھ باہم مل جل کر ملت کی بیماریوں کا علاج تلاش کریں اور اللہ سے توفیق طلب کرتے ہوئے منظم طور پر جدوجہد میں لگ جائیں شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دوبارہ سر اٹھانے اور دنیا کی قیادت کرنے کا شرف عطا کرے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

(باقی آئندہ)

پرنٹر پبلشر [illegible] نے [illegible] پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔ ایڈیٹر اسحاق جلیس ندوی

# مطالعہ کی میز پر

———— محمد عبدالرشید ندوی

نام کتاب: امارت شرعیہ دینی جد وجہد کا روشن باب
نام مصنف: مولانا محمد ظفیر الدین مفتاحی
ضخامت: ۲۸۰ صفحات ———— قیمت چھ روپے
شائع کردہ: مکتبہ امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ پھلواری شریف پٹنہ

پیش نظر کتاب "امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ" کی مکمل تاریخ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کب اور کن حالات میں یہ ادارہ عالم وجود میں آیا، اس کا بانی کون تھا، اور اس نے کون کونسی دینی و ملی خدمات انجام دیں، اور ہندوستان کی تاریخ میں جو نازک اور اہم موڑ آئے ان میں اس کا کیا رول رہا اور اس نے کس طرح ملک کی خدمت اور مسلمانوں کی رہنمائی کا کام انجام دیا اور آج بھی کر رہا ہے۔

یہ کتاب پانچ بڑے حصوں پر تقسیم کی جا سکتی ہے، پہلا حصہ ہندوستان میں "نظم امارت کی شرعی حیثیت" اور اس کے قیام کے پس منظر پر مشتمل ہے، دوسرا حصہ "امارت شرعیہ صوبہ بہار و اڑیسہ کا قیام" ہے، تیسرا حصہ "امارت شرعیہ" کے مقاصد پر مبنی ہے، چوتھے حصہ میں امارت شرعیہ کے نظام دارالقضاء کا بیان ہے۔ پانچواں حصہ "امارت شرعیہ کی اہم دینی و ملی خدمات" پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا پیش لفظ ہے۔ حاصل یہ کہ پیش نظر کتاب ہندوستان میں مسئلہ امارت کی شرعی حیثیت پر ایک مکمل بحث اور امارت شرعیہ کی ابتدائی تحریک، نشو و نما اور اس کے قیام نیز اس کی اہم دینی و ملی خدمات کی مکمل تاریخ ہے۔

نام کتاب: جبنی بل ۱۹۶۸ء ایک جائزہ
نام مصنف: مولانا منت اللہ رحمانی
ضخامت: ۲۰ صفحات ———— قیمت: ۵۰ پیسے
شائع کردہ: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ بمبئی ۳

زیر نظر پمفلٹ حقیقت میں مولانا منت اللہ صاحب رحمانی کا وہ مقالہ ہے جو انہوں نے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ۲۸ دسمبر ۱۹۷۲ء کو ہونے والے اجلاس میں پڑھا تھا۔

متبنیٰ بل کے متعلق یہ مختصر سی تحریر بڑی وضاحت کا ملکی مفاد کے پیش نظر توجہ طلب ہے اور بل کے قانونی شکل میں آ جانے اور اس کے نفاذ کے بعد معاشرہ پر پڑنے والے اثرات پر تبصرہ ہے نیز اس میں ان امور کی وضاحت ہے جن کی وجہ سے یہ بل اپنے اندر کوئی خاص افادی پہلو نہیں رکھتا اور اسلامی قانون سے ٹکراتا ہے۔

عام لوگ جو اس مسئلہ سے واقفیت نہیں رکھتے اس مختصر سے پمفلٹ سے یہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ متبنیٰ اسلامی نقطہ نظر سے غلط اور غیر مفید کیوں اور کیسے ہے۔

نام کتاب: تخلیق انسانی کا مقصد دین و شریعت کا قیام
نام مصنف: حبیب ریحان ندوی
ضخامت: ۲۲۶ صفحات ———— قیمت ۳/۵۰
ناشر: دارالتصنیف والترجمہ مسجد شکور خاں روڈ بھوپال

پیش نظر کتاب چھ ابواب پر تقسیم ہے (۱) قرآن و حدیث کی روشنی میں (۲) خلافت شریعت کی حفاظت (۳) تمام انبیاء کا مقصد قیام دین (۴) شریعت کا عروج و زوال کیسے آتا ہے (۵) شریعت کا مطالبہ مستقبل (۶) عصر حاضر میں شریعت کی کامیابی کے چند شرائط۔ کتاب میں کیا کچھ ہے اس کا اندازہ ان ابواب پر نظر ڈالنے کے بعد بخوبی ہو جاتا ہے اس کتاب کے لکھنے کا اصل محرک لیبیا کے مرد آہن صدر کرنل معمر القذافی کا وہ اعلان ہے جس میں انہوں نے شریعت اسلامی کو زندگی کے ہر ایک گوشہ پر حاوی و نافذ کرنے کا عزم ظاہر کیا ہے اور علماء پر مشتمل ایک کانفرنس منعقد کر کے ایک قانون ساز کمیٹی کی تشکیل بھی دیدی ہے تاکہ اسلامی قانون سارے ملک میں نافذ کیا جا سکے۔ چوتھا اور پانچواں باب قرآن لیبیا سے متعلق ہے چوتھا باب لیبیا کی انقلابی کونسل کے ترجمہ پر مشتمل ہے جس میں اسلامی شریعت کے نفاذ کا اعلان ہے۔ پانچویں باب میں لیبیا میں ۲۲ ربیع الاول سے ۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ تک ہونے والی کانفرنس کے حالات اور اس میں ہونے والے اہم امور پر کی جانے والی بحث کا ذکر ہے۔ خدا کرے تمام مسلم ممالک کرنل قذافی کی طرح شریعت اسلامیہ کو اپنا ئیں اور دنیا والوں پر یہ ثابت کر دیں کہ انسانیت کی فلاح و کامرانی دنیا و آخرت میں مذہب اسلام کے اختیار کرنے میں مضمر ہے۔

نام کتاب: سماجی انصاف اور اسلام کا اقتصادی نظام (انگریزی)
نام مصنف: مولانا اخلاق حسین قاسمی
ضخامت: ۷۰ صفحات ———— قیمت ۲/۵۰
ناشر: جمعیۃ علماء ہند بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

اس مختصر سی کتاب میں مصنف نے اسلام کے سماجی و معاشرتی نظام کا تذکرہ کیا ہے رعایا اور خلیفہ کے کیا فرائض ہیں، معاشرہ کے ہر فرد کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں اور ان سب کے کیا فرائض ہیں اسی طرح ایک مسلم حکومت میں غیر مسلموں کے کیا حقوق ہیں ان تمام امور پر مصنف نے قدرے تفصیل سے بحث کی ہے اور تائید میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے بھی استفادہ کیا ہے غیر مسلم افراد کے لئے ایک مفید کتاب ہے۔

نام کتاب: اسلام (ہندی و انگریزی زبان میں)
نام مصنف: مولانا اخلاق حسین قاسمی
ضخامت: ۱۲ صفحات ———— قیمت -/۵۰
ناشر: جمعیۃ علماء ہند بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

یہ مختصر سا پمفلٹ سات ابواب پر مشتمل ہے جن میں اسلام کی تاریخ دعوت و ترقی اور مساوات نیز اسلام کی روحانی و اخلاقی قوتوں کی برتری کا ذکر کیا گیا۔ یہ پمفلٹ عام استفادہ کے پیش نظر انگریزی و ہندی دونوں زبانوں میں شائع کیا گیا ہے، اردو سے ناواقف حضرات جو عموماً ہندی یا انگریزی زبان جانتے ہیں اس کتاب سے مستفید ہو سکیں گے۔

نام کتاب: صبح تجلی
نام مصنف: سید عابد علی وجدی الحسینی
ضخامت: ۱۲۸ صفحات ———— قیمت ۲/۵۰
ناشر: ربانی بکڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶

زیر نظر کتاب حمد و نعت اور منقبت کا ایک دلکش و دلآویز مجموعہ ہے۔ نعت کے سلسلہ میں شعراء عموماً احتیاط نہیں برتتے اور رسالت کو الوہیت سے ملا دیتے ہیں لیکن وجدی صاحب نے اس امر میں احتیاط برتی ہے۔ پوری کتاب آسان اور سلیس اشعار پر مشتمل ہے اس لئے کم پڑھے لکھے حضرات بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

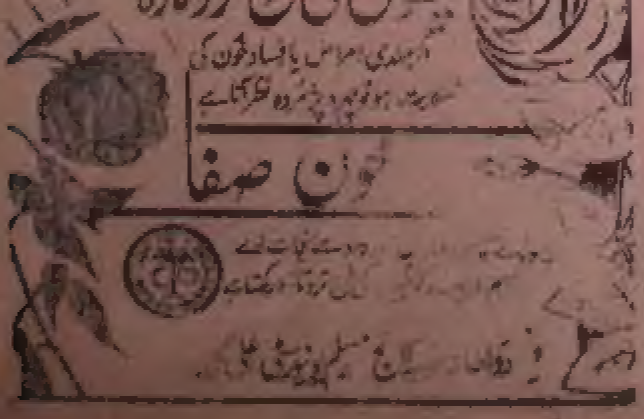

# مسئلہ قادیانیت

پر

# پاکستانی اخبارات

کے

# تراشے

نوائے وقت

إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

پاکستان کے آئین میں ترمیم کر دی گئی

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا

شہداء ختم نبوت

مشرق

کا خون بالآخر رنگ لایا

جنگ

منکرین ختم نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا

قومی اسمبلی کے تمام ممبران میں سے ۱۳۰ حاضر ممبران نے بل کے حق میں ووٹ دیا

## اتحاد و اتفاق کے مناظر

[illegible]

## قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے کا عوام نے پر جوش خیر مقدم کیا — گھروں پر چراغاں کیا گیا لوگوں میں مٹھائیاں بانٹی گئیں۔

[illegible]

Regd. No. L 1981 FORTNIGHTLY Phone : 22948

# TAMEER-E-HAYAT

Daruluioom Nadwatululama, Lucknow (India)

## منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا

## اب ہم پر نئی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں

حکومت ہر شہری اور طبقے کے حقوق کا مکمل تحفظ کرے گی وزیر اعظم بھٹو

امروز

## احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا: آئین میں ترمیم منظور

حریت

فیصلہ پاکستانی مسلمانوں کی خواہش کا آئینہ دار ہے بھٹو

لاہور

لائلپور میں اظہار مسرت

THE SUN

Verdict on Ahmadis (Qadiani and Lahori)

# MINORITY

The resolution

They greet Bhutto

By consensus

Unanimous, national